مجالس
صدوق
(امالی شیخ صدوقؒ)
تالیف
الشیخ الصدوق بن بابویہؒ
ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین القمی
متوفی سال 381 ہجری
ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

اغا ناصر دیو جالی

مجالس صدوق

(ترجمہ امالی شیخ صدوقؒ)

تالیف

الشیخ الصدوق بن بابویہؒ

ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین القمی

متوفی سال 381 ہجری

ناشر

ادارہ تعلیم وتربیت لاہور

نام کتاب .... مجالس صدوق

مصنف .... شیخ صدوقؒ

ترجمہ وترتیب .... سید ذیشان حیدر زیدی

کمپوزر .... محمد وقاص جاوید

ناشر .... ادار تعلیم و تربیت، لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ الرضا

8 بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور۔

فون نمبر۔ 042-7245166

فہرست

کی سختی نہیں کی گی اور امیر المومنینؑ (ہارون رشید) کا ارادہ بھی اِن کے ساتھ برائی کا نہیں ہے ہمیں ان کی قدر و منزلت اور فضیلت سے کسی طرح کا خوف نہیں حالانکہ لوگ اِن کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں اِس پر امام عالی مقامؑ نے اپنے سر کو اٹھایا اور فرمایا کہ جو کچھ میری فضیلت و کرامت کے بارے میں کہا جاتا ہے حق ہے میں تمہیں اِس کی پہلے ہی اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے فرمایا انگور کے نو دانوں میں زہر ڈال کر دیا جائے گا جس کے کھانے سے اگلے روز میرے جسم کی رنگت سبز ہو جائے گی اور پھر اُس سے اگلے روز میں وفات پا جاؤں گا یہ سن کر سندی بن شاہک خوف سے کانپنے لگ گیا اور اس طرح مضطرب ہو گیا جیسے درخت کی شاخیں ہوا میں مضطرب ہو جاتی ہیں۔

۲۔ ثابت بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدینؑ سے خدا کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا خدا مکان رکھتا ہے تو امامؑ نے فرمایا کہ خدا اِس سے بلندتر ہے ثابت کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ پھر وہ کیوں اپنے نبی کو آسمان پر لے کر گیا فرمایا تا کہ جو کچھ عجائبات ہیں وہ اُن کا مشاہدہ کریں اور ملائکہ سے ملیں ثابت بن دینار کہتے ہیں، میں نے پوچھا تو پھر خدا کے اس قول کے کیا معنی ہوئے ''کہ وہ اس قدر نزدیک ہوا کہ باندازہ دو کمانوں کا فاصلہ تھا'' امامؑ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ رسولؐ خدا پردۂ نور کے اسقدر نزدیک ہوئے کہ فرشتوں کے رہنے کی جگہ کو دیکھا اور بادشاہی دیکھی اور زمین اور عرش کی بادشاہی کے درمیان فاصلے کا خود مشاہدہ کیا

صلوات ہو ہمارے نبیؐ پر اور ان کی آلؑ پر۔

☆☆☆☆☆

مجلس نمبر 30

(دس محرم الحرام 368ھ)

(یہ مجلس جنابِ صدوق نے مقتلِ حسینؑ میں پڑھی)

مجلس عاشور

۱۔ امام علی بن حسینؑ نے فرمایا کہ جب معاویہ کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور کہا کہ میں نے اس وسیع و عریض سلطنت پر تیری حکومت کو مضبوط کرنے کے تمام اسباب فراہم کر دیئے ہیں اور تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا ہے تمام شہر اِس وقت تیری حکومت کے لیے آمادہ ہیں۔ مگر میں تین اشخاص سے خوف زدہ ہوں کہ یہ تیری مخالفت کریں گے اور اُن میں ایک عبداللہ بن عمر بن خطاب دوسرے عبداللہ بن زبیر اور تیرے حسینؑ بن علیؑ ہیں۔

اے یزید بن اگر تو عبداللہ بن عمر سے اچھے طریقے سے پیش آیا اور اُس کی خاطر مدارت کرتا رہا تو اُسکا دل تیرے ساتھ رہے گا اِس لیے اُس کی خاطر مدارت سے ہاتھ مت اُٹھانا، عبداللہ بن زبیر اگر جنگ کے لیے آمادہ ہو تو اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں رہے گا اور در پردہ کاروائیاں کرتا رہے گا۔ حسین بن علیؑ کو تم جانتے ہو کہ اُن کی رسولؐ کے ساتھ کیا نسبت ہے اُن کا اور رسول کا گوشت اور خون ایک ہے میں جانتا ہوں کہ عراق کے لوگ اُن کو شورش کے لیے بلائیں گے، خود کو قابو میں رکھنا اور کسی قسم کی غلط کاروائی مت کرنا اور اُن کی تواضع کرنا اگر تم اُن پر قابو پا لو تو اُن کے حق کو پہچاننا اور رسولؐ خدا سے نسبت کی وجہ سے ان سے رعایت کرنا اور مواخذہ نہ کرنا، جو روابط میں نے اِس عرصے میں اُن سے استوار کرنے کی کوشش کی ہے انہیں منقطع نہ کر دینا کہیں یہ نہ ہو کہ تم اُن سے برائی کر بیٹھو۔

جب معاویہ مر گیا اور یزید لعین تختِ خلافت پر بیٹھا تو اپنے چچا عتبہ بن ابوسفیان اور دوسری روایت کے مطابق ولید بن عتبہ کو حاکم مدینہ مقرر کیا عتبہ نے مروان بن حکم جو کہ معاویہ کی

طرف سے مدینے کا حاکم تھا کو معزول کردیا اور حکمِ یزید کے تحت مدینے کی گورنری سنبھال لی۔ مروان بن حکم فرار ہوگیا اور اسے گرفتار نہ کیا جاسکا۔ عتبہ نے اسکے بعد حسینؑ بن علیؑ کو طلب کیا اور ان سے یزید بن معاویہ کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ امام عالی مقامؑ نے ارشاد فرمایا اے عتبہ تو جانتا ہے کہ ہم اہلِ بیت، معدنِ رسالت ہیں اور علمِ خدا کے عالم ہیں خدا نے حق کو ہمارے سپرد کیا ہے۔ اور ہماری زبانوں پر اسے جاری کیا ہے۔ میں (حسینؑ) خدا کے اذن سے گویا ہوں کہ میں نے اپنے جد رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ خلافت فرزندانِ ابوسفیان پر حرام ہے اور جن کے لیے رسولؐ خدا کا یہ صریح حکم موجود ہو میں اُنکی بیعت کیسے کرسکتا ہوں۔ عتبہ نے جب امامِ عالی مقامؑ کا یہ جواب سنا تو یزید کو خط لکھا۔

امیر المومنین یزید (لعین) کے لیے عتبہ بن ابوسفیان کی طرف سے آگاہ ہو جا کہ حسینؑ بن علیؑ تیری خلافت اور تیری بیعت کے معتقد نہیں ہیں اس بارے میں جو تیرا حکم ہو وہ صادر کر والسلام۔

یہ خط جب یزید لعین کو پہنچا تو اس نے جواب لکھا۔ جب میرا یہ خط تجھ تک پہنچے تو اس وضاحت کے ساتھ مجھے فوراً جوابی خط لکھ کہ کون کون میرا مطیع و فرمانبردار اور کون میرا مخالف ہے اور تیرے جوابی خط کے ساتھ حسینؑ بن علیؑ کا سر بھی ہونا چاہیے۔

جب یہ خبر امامِ عالی مقامؑ تک پہنچی تو انہوں نے سفر کی تیاری شروع کردی اور رات کو مسجد نبوی میں آئے تا کہ رسولؐ خدا سے وداع ہولیں جب قبرِ مبارکؐ پر پہنچے تو دیکھا کہ قبرِ مبارک سے نور نکل رہا ہے آپؑ (حسینؑ) واپس ہو لیے دوسری شب پھر رسولؐ خدا کو الوداع کہنے کے لیے تشریف لائے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور سجدہ کو طول دیا یہاں تک کہ آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ رسولؐ خدا تشریف لائے ہیں اور سینے سے لگا کر آنکھوں کے بوسے لیتے ہیں اور فرماتے ہیں میرے ماں باپ تجھ پر قربان میں تمہیں خون میں لت پت دیکھ رہا ہوں اس حالت میں کہ میری امت کا دعویٰ کرنے والے لوگوں کا جمِ غفیر تیرے گرد ہوگا اور اُن کے لیے میری شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے اے میرے بیٹے تم اپنے ماںؑ باپؑ اور بھائیؑ کے پاس آجاؤ کہ وہ سب تم سے ملنے کے مشتاق

ہیں۔ میرے فرزند جان لو کہ تم بہشت میں بہت بلند درجات رکھتے ہو جو تمہیں بغیر شہادت نہیں مل سکتے۔

حسینؑ روتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنے خاندان کے پاس واپس آئے اور اُن سے اپنے خواب کو بیان کیا پھر اپنے برادر زادوں اور مخدراتِ عصمت کو سواریوں پر سوار کروایا اور اپنے اکیس (۲۱) اصحابؓ اور اہل بیتؑ کے ساتھ پیچھے رہ جانے والوں کو الوداع کہا امامؑ کے ساتھ جانے والوں میں اہل بیتؑ کے ان افراد نے شمولیت کی جناب قاسم بن حسنؑ۔ جناب ابوبکر بن علیؑ۔ محمد بن علیؑ۔ عثمان بن علیؑ۔ عباس بن علیؑ۔ عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ۔ علی بن حسین اکبرؑ۔ علی بن حسین اصغرؑ۔ جب امامؑ کے کوچ کی خبر عبداللہ بن عمر کو ملی تو وہ امامِ عالی مقامؑ کے پیچھے گئے اور ایک منزل پر جا کر اُن سے ملاقات کی اور عرض کیا، یا ابنِ رسولؐ اللہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں جواب ملا عراق کا عبداللہ بن عمر نے کہا میری گذارش ہے کہ آپؑ یہ ارادہ ترک کر کے واپس اپنے جدؐ کے حرم کی طرف مدینہ لوٹ جائیں امامِ عالی مقامؑ نے انکار کیا تو عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں رسولؐ خدا آپؑ کے بوسے لیا کرتے تھے امامؑ نے انہیں بتایا تو عبداللہ بن عمر نے اُس جگہ کا تین دفعہ بوسہ لیا اور گریہ کیا اور کہا یا ابنِ رسولؐ اللہ میں آپؑ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں آپ اِس سفر میں شہید کردیے جائیں گے۔

امام عالی مقامؑ اور آپؑ کے اصحابؓ دوبارہ چل پڑے مقام ثعلبہ میں ایک شخص جس کا نام بشیر بن غالب تھا امامؑ کے پاس آیا اور عرض کیا یا ابنِ رسولؐ اللہ مجھے خدا کے اُس قول کہ "اُس دن ہر ایک کو اُس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا" (اسراء/۷۱) کی وضاحت فرمائیں۔ امام عالی مقامؑ نے فرمایا وہ امام جو کہ حق کی طرف دعوت کرے اور وہ دعوت قبول کی جائے اور وہ امام جو گمراہی کی طرف دعوت دے اور وہ بھی قبول کی جائے تو یہ پہلا گروہ بہشت میں اور دوسرا دوزخ میں جائے گا اور پھر فرمایا کہ "ایک گروہ بہشت میں اور ایک گروہ دوزخ میں جائے گا" (شوریٰ/۷) یہ کہہ کر آپؑ روانہ ہوگئے اور عذیب کی منزل پر پڑاؤ کیا یہاں نصف دن استراحت فرمائی جب نیند سے بیدار ہوئے تو گریہ فرماتے ہوئے اُٹھے آپؑ کے فرزند نے دریافت کیا، بابا یہ گریہ کس لیے

ہے تو امامؑ نے فرمایا اے فرزند یہ وہ وقت ہے کہ جب کوئی بھی خواب باطل نہیں ہوتا خواب میں مجھ
سے کہا گیا ہے کہ تم جانے میں جلدی کرو کیونکہ موت تمہیں بہشت میں لے جائے گی۔

پھر امام عالی مقامؑ نے وہاں سے کوچ کیا اور مقام رھیمیہ میں قیام فرمایا یہاں آپؑ کی
ملاقات ابا ہرم نامی شخص سے ہوئی جو کہ کوفہ کا باشندہ تھا اُس نے امامؑ سے دریافت کیا کہ اے ابن
رسولؐ اس حال میں آپؑ کیوں مدینہ چھوڑ کر نکلے ہیں امامؑ نے فرمایا اے ابا ہرم تم پروائے ہو تم مجھے
دشنام دیتے ہو میں حالتِ صبر میں ہوں اور اُس حالت میں بھی صبر کروں گا جب میرا مال لوٹا جائے
گا اور میرا خون گرایا جائے گا خدا کی قسم مجھے قتل کر دیا جائے گا اور رب العزت اُن لوگوں کو خوار
کرے گا اور ایک شمشیر کو اُن پر مسلط کر دے گا جو اُن سے میرا انتقام لے گی اور اُن پر ایک ایسے مرد
کو مسلط کر دے گا جو اُن کو ذلیل و خوار کرے گا۔

جب یہ خبر عبید اللہ بن زیاد لعین کو پہنچی کہ حسینؑ رھیمیہ کی منزل تک پہنچ گئے ہیں تو اس نے
حر ابن یزید ریاحی کی سرکردگی میں ایک ہزار سواروں کا دستہ بھیجا، حر جب رھیمیہ پہنچا تو آگے بڑھا تا
کہ امامؑ سے ملاقات کرے تو اُس نے تین بار اس آواز کو سنا کہ اے حر تجھے جنت کی بشارت
ہو حر نے جب پیچھے مڑ کر آواز دینے والے کو دیکھنا چاہا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو سوچا کہ ہم تو رسولؐ خدا
کے فرزند کے خلاف ہیں پھر بہشت میں کیسے جائیں گے۔ نمازِ ظہر کے وقت حر امامِ عالی مقامؑ کی
خدمت میں حاضر ہوا امامِ عالی مقامؑ نے اپنے فرزندؑ کو حکم دیا کہ وہ اذان و اقامت کہیں پھر امامؑ کی
امامت میں دونوں گروہوں نے نماز پڑھی۔

بعد از نماز حر خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوا اور عرض کیا السلام و علیک یا ابنِ رسول اللہؐ، امامِ
عالی مقامؑ نے فرمایا و علیک السلام تم کون ہو اے خدا کے بندے حر نے جواب دیا میں حر بن یزید
ریاحی ہوں۔ امامؑ نے فرمایا، حُر ہمارے ساتھ جنگ کرنے آئے ہو یا ہماری مدد کرنے۔ حُر نے کہا
مجھے آپؑ کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا گیا ہے مگر یا ابنِ رسول اللہؐ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جب
میں قبر سے نکلوں تو میرے پاؤں میرے سر کے بالوں سے بندھے ہوں اور میرے ہاتھ میری
گردن کے ساتھ اور مجھے لے جا کر جہنم میں گرا دیا جائے اور یا ابن رسولؐ اللہ میرا مشورہ آپؑ کو یہ

ہے کہ آپؑ اپنے جد کے حرم مدینہ لوٹ جائیں ورنہ یہ لوگ آپؑ کو قتل کر دیں گے امامِ عالی مقامؑ
نے جواب دیا کہ عنقریب میں اپنے جد رسولؐ خدا سے ملاقات کروں گا اور بہادر کے لیے موت
سے کوئی خوف نہیں جبکہ اُس کی نیت حق ہو اور وہ مسلمان ہو کر جہاد کرے اور اپنے ذریعے سے نیک
لوگوں کی مدد کرے اور ہلاک ہونے والوں سے الگ ہو اور بدی کے خلاف ہو۔ پس اگر میں زندہ
رہ گیا تو میرے لیے کوئی ندامت و پریشانی نہیں اور اگر مر گیا تو مجھے موت سے کوئی تکلیف نہیں لیکن
تیری ذلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور تیری ناک رگڑی جائے۔

پھر امام عالی مقامؑ نے رھیمیہ سے کوچ کیا اور قطقطانیہ میں پڑاؤ ڈالا وہاں کچھ دور لگے
خیموں کو دیکھ کر امامؑ نے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں آپؑ کو مطلع کیا گیا کہ یہ خیمے عبید اللہ
بن حر جعفی کے ہیں۔ امام نے اُس کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو ایک گناہ گار اور خطا کار انسان ہے
اور بیشک تجھے خدا کے ہاں اسکا حساب دینا ہوگا اس وقت تیرے پاس موقع ہے کہ اپنے پچھلے گناہ
دھو ڈالے تو اپنے گناہوں کی رب العزت سے معافی مانگ اور میری مدد کر میرے جد رسولؐ خدا
بارگاہِ رب العزت میں تیری شفاعت کریں گے عبید اللہ جعفی نے کہا یا امامؑ اگر میں نے آپؑ کے
لشکر میں شمولیت اختیار کر لی تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے یہ قتل کریں گے مگر میں آپؑ کو اپنا گھوڑا
پیش کرتا ہوں خدا کی قسم میں نے جب بھی اس پر سوار ہو کر اسے ایڑ لگائی ہے کوئی اس کی گرد کو بھی
نہیں پا سکا اور میں نرغے میں نہیں آیا آپؑ یہ گھوڑا لے لیں۔

امامؑ نے اپنا چہرہ اُس سے دوسری طرف پھیر لیا اور فرمایا ہمیں تیرے گھوڑے سے نہیں
تجھ سے غرض ہے۔ میں ظالم کی مدد کو اپنے لیے قبول نہیں کرتا تو ایسا کر کہ یہاں سے بہت دور چلا
جا نہ ہمارے ساتھ رہ اور نہ ہمارے خلاف ہو کیونکہ جب میں نے استغاثہ بلند کر دیا تو پھر ہر سننے
والے پر لازم ہے کہ وہ ہماری مدد کرے اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو خدا اُسے جہنم میں گرائے گا۔

یہ کہہ کر امامؑ نے کوچ کیا اور کربلا آ پہنچے۔ کربلا پہنچ کر امامؑ نے دریافت کیا کہ یہ کونسی جگہ
ہے کہ تو آپؑ کو بتایا گیا کہ یہ کربلا ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم آج گرفتاری و بلا کا روز ہے
اسی جگہ ہمارا خون بہایا جائیگا اور ہماری حرمت کو مباح کیا جائیگا۔

عبیداللہ ابن زیاد لعین نے عمر ابنِ سعد لعین کو چار ہزار سوار دے کر حسینؑ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اسکے علاوہ عبداللہ بن حصین لعین کو ایک ہزار سوار، شیث بن ربعی لعین کو ایک ہزار سوار اور محمد بن قیس کندی لعین کو بھی ایک ہزار سوار دے کر عمر سعد لعین کے پیچھے روانہ کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ عمرِ سعد لعین کی سرکردگی میں جنگ لڑیں گے عبیداللہ ابن زیاد لعین کو جب یہ خبر دی گی کہ عمر سعد لعین نے حسینؑ کے ساتھ رات کی تاریکی میں گفتگو کی ہے تو اس نے شمر بن زی الجوشن لعین کو چار ہزار کی فوج دے کر روانہ کیا اور عمر سعد لعین کو احکامات جاری کیئے کہ جب میرا یہ حکم نامہ تجھ تک پہنچے تو حسینؑ بن علیؑ کو مزید مہلت مت دے اور انہیں گردن سے دبوچ لے اور اُن پر اُس طرح پانی بند کردے جس طرح یوم دار عثمان پر پانی بند کردیا گیا تھا جب یہ خط عمر سعد کو پہنچا تو اس نے منادی کروادی کہ حسینؑ اور اُن کے اصحابؓ کے لیے ایک دن اور ایک رات کی مہلت ہے۔

جب یہ آواز امامؑ کے اعزاؤ واصحابؓ کے کانوں میں پڑی تو انہیں نہایت ناگوار گزرا۔ امام عالی مقامؑ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی کو میرے اصحاب سے زیادہ باوفا اور میرے اہلِ بیتؑ سے زیادہ فرمانبردار اور صلہ رحم کے زیادہ پابند اہلِ بیتؑ ملے ہوں میں جانتا ہوں کہ مجھ پر وہ وقت آگیا ہے لہذا میں تمہیں اپنی بیعت سے آزاد کرتا ہوں۔ اور تمہیں اس ذمہ داری سے بری کرتا ہوں اس وقت رات کی تاریکی ہے تم اسکا فائدہ اٹھاؤ اور اطراف سے نکل جاؤ کیونکہ یہ قوم فقط میرے ہی خون کی پیاسی ہے یہ صرف میرا ہی تعاقب کریں گے اور اگر مجھے پالیں گے تو کسی اور کے پیچھے نہیں جائیں گے۔ عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا ابنِ رسول اللہؐ لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ و آقا اور آقا زادے کو اور اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ دیا ہے اور دشمن پر اپنے نیزہ وشمشیر سے حملہ نہیں کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے جب تک ہم آپؑ کے ساتھ ہیں ہم اپنا خون اور اپنی جان آپؑ پر فدا کردیں گے یہاں تک کہ جو آپؑ کی طرف سے ہم پر واجب ہے وہ ادا نہ ہو جائے اور جو وعدہ کیا ہے وہ پورا نہ ہو جائے۔ پھر زہیر بن قین بجلی کھڑے ہوئے اور کہا یا ابنِ رسول اللہؐ میں اس چیز کو دوست رکھتا ہوں کہ آپؑ کی مدد کرتا ہوا سو دفعہ قتل ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر

قتل ہو جاؤں میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے وجود کی وجہ سے ان لعینوں کو آپؑ کے خاندان سے دور کردے ہم تمام اصحاب کے لیے یہ جزائے خیر ہے۔ اسکے بعد امامِ عالی مقامؑ نے فرمایا کہ خیام کے چاروں طرف خندق کھود دیں اور لکڑیوں سے اسے پر کردیں پھر امامؑ نے اپنے فرزند علی اکبرؑ کو بیس پیادے اور تیس سوار دے کر بھیجا کہ وہ جائیں اور پانی لے کر آئیں علی اکبر گئے اور خفیہ طریقے سے پانی لے آئے اُن کی زبان پر اُس وقت یہ اشعار جاری تھے۔

''اے زمانے تف ہے تجھ پر تو کتنا برا دوست ہے کہ ہر صبح وشام کتنے ساتھی وطلب گار مقتول ہوتے ہیں جبکہ تو تبادلے پر قناعت نہیں کرتا اور حکم اور امر تو جلیل کے ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ رہنے والا میرے راستے پر چلنے والا ہے'' اسکے بعد امامؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو اور پانی پیو کہ یہ تمہارا آخری توشہ ہے اور وضو وغسل کرو اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگا کر انہیں بطور کفن پہن لو۔ بالا آخر نمازِ فجر ادا کی گئی اور اُس کے بعد اصحاب کو جنگ کے لیے صف آرا کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ خندق کی لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے۔ تاکہ دشمن کا لشکر صرف ایک ہی طرف سے حملہ آور ہو سکے۔

دشمن کے لشکر کی طرف سے ابن ابی جویریہ نامی ایک شخص نے جب خندق میں آگ روشن ہوتے دیکھی تو اس نے آگے بڑھ کر آگ لگانے والے کو مخاطب کیا اور کہا کہ وائے ہو تم پر تم دنیا میں ہی آگ کا مزہ چکھنا چاہتے ہو۔ امام عالی مقامؑ نے جب اُسکی یہ آواز سنی تو ارشاد فرمایا کہ یہ کون ہے۔ آپؑ کو مطلع کیا گیا کہ یہ ابن ابی جویریہ نامی شخص ہے امامؑ نے فرمایا خدایا اس کو دنیا میں ہی آگ کا مزہ چکھادے امامؑ کی دعا کا ختم ہونا تھا کہ اُس لعین کا گھوڑا ابدکا اور اُسے سیدھا خندق میں گرادیا جس سے وہ (ابن ابی جویریہ) زندہ آگ میں جل کر مر گیا۔

اسکے بعد عمر سعد لعین کے لشکر سے تمیم بن حصین فرازنامی شخص نے پکار کر کہا اے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ دریائے فرات کو دیکھو کہ اس میں مچھلیاں تیر رہی ہیں اور سیراب ہو رہی ہیں مگر خدا کی قسم تمہیں اس کے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جائے گا یہاں تک کہ تم بیتابی کی حالت میں جان دیدو۔ امامِ عالی مقامؑ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے بتایا گیا یہ تمیم بن حصین فرازی ہے آپؑ نے

ارشاد فرمایا کہ یہ اور اس کا باپ اہلِ دوزخ میں سے ہیں پھر دعا فرمائی کہ اے رب العزت آج اسکو پیاس میں مبتلا کردے آپؑ کا یہ کہنا تھا کہ اُس کو شدید پیاس نے آگھیرا وہ اضطراب کی حالت میں گھوڑے سے نیچے گر گیا اور اُسی کے گھوڑے نے اُس کو اپنے سموں تلے روند دیا۔

اِسکے بعد لشکرِ عمر سعد لعین سے محمد بن اشعث کندی لعین سامنے آیا اور کہنے لگا اے حسینؑ بن فاطمہؑ تم رسولؐ کی طرف سے ایسی کونسی حرمت رکھتے ہو جو دوسرے نہیں رکھتے امامؑ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی "بے شک خدا نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو چنا عالمین سے اور بعض بعض کی ذریت ہیں" (آل عمران 33) اور پھر فرمایا کہ خدا کی قسم محمدؐ آلِ ابراہیمؑ سے ہیں اور ہم خاندانِ محمدؐ کی رہبر عترت ہیں۔ اِس کے بعد آپؑ نے دریافت کیا کہ یہ مرد کون ہے بتایا گیا کہ اسکا نام محمد بن اشعث بن قیس کندی ہے امامِ عالی مقامؑ نے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا خدایا اس شخص کو ایک ایسی خواری دے کہ اِس کی عزت باقی نہ رہے امامِ عالی مقامؑ کا یہ فرمانا تھا کہ یکا یک محمد بن اشعث کو ایک ایسا عارضہ ہوا کہ وہ قضائے حاجت کے لیے بھاگا گیا اور جب بیٹھا تو خدا نے ایک بچھو کو اُس پر مسلط کر دیا جس کے ڈنگ مارنے سے یہ شخص برہنہ حالت میں اپنی غلاظت میں گر کر مر گیا۔

جب امامؑ کے اصحاب پر پیاس نے غلبہ کیا تو بریر بن حصین ہمدانی (راوی حدیث ابراہیمؑ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ بریر ابو اسحاق کے خالو ہیں) امامِ عالی مقامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا ابنِ رسولؐ اللہ اگر آپؑ مجھے اجازت دیں تو میں اُن سے جا کر بات کروں اور پانی لانے کی کوشش کروں۔ امام نے اجازت دی وہ عمر سعد لعین کے لشکر کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو بے شک خدا نے محمدؐ کو چنا جو کہ بشیر و نذیر اور خدا کی اجازت سے لوگوں کو اپنی طرف بلانے والے ہیں وہ روشن چراغ تھے راہ ہدایت تھے یہ فرات کا پانی جس کو جانور تک پی رہے ہیں تم نے اولادِ رسولؐ پر بند کر دیا ہے جواب میں عمر سعد لعین کے لشکریوں نے کہا اے بریر تم نے بات کو کافی طول دے دیا ہے تم اتنی ہی بات کو کافی جانو کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حسینؑ اُسی طرح پیاسا قتل ہو جائے۔ جس طرح ایک شخص (عثمان) پہلے بھی قتل ہو چکا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا بریر بیٹھ جاؤ

پھر امامؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور تلوار کا سہارا لیکر کھڑے ہوئے اور با آواز بلند فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو، جواب ملا ہاں تم رسولؐ کے فرزند ہو امامؑ نے فرمایا جانتے ہو نا کہ میرے جد رسولؐ خدا ہیں، جواب ملا ہاں پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم کیا تم جانتے ہو کہ میری ماں فاطمہ بنت محمدؐ ہیں جواب ملا ہاں جانتے ہیں پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم کیا جانتے ہو کہ میرے والد علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں جواب ملا خدا کی قسم جانتے ہیں، پھر فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ میری جدہ خدیجہؑ بنت خویلد اسلام لانے والی پہلی خاتون ہیں، جواب ملا ہاں جانتے ہیں، آپؑ نے پھر فرمایا تمہیں قسم ہے کیا تم جانتے ہو کہ سید الشہدا حمزہؑ میرے والدؑ کے چچا ہیں، جواب ملا ہاں ہم جانتے ہیں، آپؑ نے پھر فرمایا کیا یہ بھی جانتے ہو کہ جعفرِ طیارؑ جو بہشت میں ہیں میرے چچا ہیں، جواب ملا خدا کی قسم ہم یہ بھی جانتے ہیں، آپؑ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہو بتاؤ کیا یہ جانتے ہو کہ یہ تلوار رسولؐ خدا کی ہے جو اس وقت میری کمر کے ساتھ آراستہ ہے، جواب ملا ہاں جانتے ہیں، پھر فرمایا کہ تمہیں خدا کی قسم بتاؤ کیا یہ عمامہ رسولؐ خدا کا نہیں جو میرے سر پر ہے، جواب ملا ہاں جانتے ہیں اُنہیں کا ہے۔۔ پھر آپؑ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ علیؑ سب سے پہلے ایمان لائے وہ علم و حلم میں سب سے برتر ہیں اور ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہیں، جواب ملا ہاں جانتے ہیں۔ امام عالی مقامؑ نے فرمایا پھر کس لیے تم میرے خون کو حلال جانتے ہو کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میرے والدؑ روزِ قیامت حوضِ کوثر کے کنارے کھڑے ہوں گے اور لوگوں کے ایک گروہ (گناہ گاروں) کو اونٹوں کی طرح ہانک رہے ہوں گے جیسے انہیں پانی پینے کے وقت ہانکا جاتا ہے۔ اور لوائے حمد اُس روز میرے جدؐ کے ہاتھمیں ہوگا۔ عمر سعد لعین کے لشکریوں کی طرف سے جواب آیا کہ ہم یہ سب جانتے ہیں مگر ہم تم سے کوئی رعایت نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم پیاس سے مر جاؤ۔ امامِ عالی مقامؑ کی عمر اُس وقت 57 سال تھی۔ امامؑ نے اُن کو بھلائی کی طرف دعوت دینے کی خاطر فرمایا۔ کہ رب العزت نے اہل یہود پر اُس وقت سخت غصہ فرمایا جب اُنہوں نے کہا کہ عزیزؑ خدا کا بیٹا ہے۔ پھر رب العزت نے اہلِ نصاریٰ پر اُس وقت شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا جب انہوں نے مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہا اور پھر وہ اہلِ مجوس پر اُس وقت غصہ میں آیا اور جب اُنہوں نے آگ کو اپنا خدا مانا۔ اور جان لو کہ خدا

کا عذاب اُن لوگوں کے لیے سخت تر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبرؐ کو قتل کیا اور وہ جمعیت جو اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کرنا چاہتی ہے کے لیے خدا کا عذاب شدید تر ہوگا۔ یہ سن کر حرؓ بن یزید ریاحی لشکر عمر بن سعد لعین سے نکل کر امامِ عالی مقامؑ کے پاس آگئے اور کہنے لگے۔ خدایا میں تیری طرف پلٹ آیا ہوں میری توبہ قبول کر لے کہ میرے دل میں اس وقت تیرے صالح بندوں تیرے دوستوں اور تیرے پیغمبرؐ کی اولاد کی حرمت جاگزین ہے۔ پھر حرؓ نے امامؑ سے کہا۔ یا ابنِ رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیں کہ میں آپؑ کی طرف سے آپؑ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ امامؑ نے اُن کو اجازت دی حرؓ میدان میں گئے اور رجز پڑھا کہ میں اپنی تلوار سے تمہارا سر جدا کر دوں گا اور مجھ سے بہتر تلوار چلانے والا پورے عراق میں کوئی نہیں یہ کہہ کر حرؓ نے حملہ کر دیا اور اٹھارہ لعینوں کو واصلِ جہنم کیا اور شہید ہو گئے۔ امام عالی مقامؑ، حرؓ کی طرف بڑھے جب حرؓ کے سرھانے پہنچے تو دیکھا کہ اُن کے جسم سے خون فوارے کی طرح نکل رہا ہے یہ دیکھ کر امامؑ نے فرمایا تجھے مبارک ہو، مبارک ہو اے حرؓ کہ اپنے نام کی طرح تم دنیا اور آخرت دونوں میں حرؓ (آزاد) ہو۔ پھر امام عالی مقامؑ نے حرؓ کے سرھانے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھے کیسا خوش قسمت ہےحرؓ بن ریاحیؓ بہت صابر و شکر گزار ہے اور حر کیسا خوش قسمت نیزہ باز ہے کہ اس نے کہا واحسیناؑ اور اپنی جان مجھ پر فدا کر دی۔

پھر زہیر بن قین بجلیؓ میدان میں آئے اور امامؑ نے ارشاد فرمایا ''ایوم نلقی جدک النبیاء و حسناً و المرتضیٰ علیا'' زہیرؓ نے جنگ کے دوران سولہ (۱۶) لعینوں کو واصلِ جہنم کیا جنگ کے دوران زہیر کہتے جاتے تھے کہ میں زہیرؓ ہوں ابن قین ہوں میں تمہیں اپنی تلوار سے قتل کردوں گا میں حسینؑ کے ساتھ ہوں۔

پھر زہیرؓ کی شہادت کے بعد حبیب ابن مظاہرؓ اسدی میدان میں گئے اور رجز پڑھا ''میں حبیب ابن مظاہرؓ ہوں ہم اور تم ایک جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں'' اطھر ناصر خیر الناس حین یذکر '' جناب حبیبؓ نے اکتیس (۳۱) لعینوں کو ٹھکانے لگایا اور شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔

پھر عبداللہ بن ابی عروہ غفاریؓ میدان میں گئے اور لعینوں سے کہا'' جانتے ہو بنو غفار حق کے ساتھ

ہیں اور مددگارانِ امامؑ ہیں میں اپنی تلوار کے ذریعے تم سے انتقام لوں گا اور نابکاروں کو تہہ تیغ کروں گا جناب عبداللہ بن عروہؓ نے جنگ کی اور (۲۰) بیس لعینوں کو واصل جہنم کیا اور شہید ہو گئے۔

اُن کے بعد بریر بن خضیر ہمدانی جو قاریِ قرآن تھے میدان میں گئے اور یہ رجز پڑھا ''میں بریر ہوں اور میرے والد خضیر ہیں اور اس میں خیر نہیں ہوتا جس میں شر ہو''۔ جناب بریرؓ نے جنگ کی اور تیس (۳۰) لعینوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

پھر مالک بن انس کاہلیؓ میدان میں آئے اور فرمایا'' جانتے ہو کہ میرا قبیلہ اور میری قوم اپنی بہادری کی وجہ سے حریف کے لیے آفت ہے ہم سواروں کے سردار ہیں جان لو کہ آلِ علیؑ شیعانِ رحمان ہیں جبکہ آلِ حرب (بنی امیہ) شیعان شیطان ہیں جنابِ مالکؓ نے جنگ کے دوران اٹھارہ (۱۸) آدمیوں کو جہنم رسید کیا اور شہید ہو گئے۔

اُن کے بعد زیاد بن مہاجر کندیؓ میدان میں آئے اور فرمایا میں زیادؓ ہوں اور میرے والد مہاجر ہیں میں شیر دل شجاع ہوں اے کافرو خدا نے مجھے حسینؑ کی نصرت کے لیے مقرر کیا ہے۔ میں ابن سعد لعین سے نفرت کرتا ہوں، اسکےبعد جنابِ زیاد بن مہاجرؓ نے جنگ کی اور نو (۹) جہنیوں کو ٹھکانے لگا کر شہید ہوئے۔

پھر وہب بن وہبؓ میدان میں گئے (وہب ایک نصرانی تھے جو کہ بدستِ امامؑ مسلمان ہوئے تھے اور اپنی والدہ کے ہمراہ امامِ عالی مقامؑ کے پاس کربلا میں حاضر ہوئے تھے) آپؓ نے خیمے کے بانس (ستون) کے ساتھ جنگ کی اور سات (۷) یا آٹھ (۸) لعینوں کو واصلِ جہنم کیا اور اسیر ہو گئے انہیں پکڑ کر عمر سعد لعین کے پاس لایا گیا اُس نے حکم دیا کہ اِن کا سر کاٹ کر حسینؑ کی جانب پھینک دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب وہبؓ کی والدہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے ایک تلوار اُٹھائی اور میدان میں آگئیں۔ امامِ عالی مقامؑ نے جب یہ دیکھا تو وہب کی والدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے مادرِ وہبؓ رُک جاؤ اور اپنی جگہ پر واپس چلی جاؤ خدا نے عورتوں سے جہاد کی تکلیف کو اٹھا رکھا ہے تم اور تمہارا بیٹا میرے جد محمدؐ کے ساتھ بہشت میں محشور ہو گے۔

اس کے بعد ہلال بن حجاجؓ میدان میں گئے اور یوں رجز پڑھا'' میں اپنے تیر دشمن کے

نشانے پر مارتا ہوں انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا اور انہیں خوف میں مبتلا رکھتا ہوں"۔ آپؑ نے جنگ کی اور تیرہ (۱۳) لعینوں کو واصلِ جہنم کیا اور شہید ہو گئے۔

اُن کے بعد عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ میدان میں آئے اور دشمنوں سے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ میرا خاتمہ آزادی کی موت کے علاوہ نہیں ہوگا اور موت ایک تلخ حقیقت ہے میں اس چیز کو بہت برا محسوس کرتا ہوں کہ خوف کھانے والا کہلایا جاؤں اور یہ بھی میرے لیے بہت برا ہے کہ میں تمہارے قتل سے گریز کروں پھر آپؑ نے جنگ کی اور (۳) تین ناریوں کو واصلِ جہنم کیا اور شہید ہوئے۔ پھر علیؑ بن حسینؑ (اکبر) میدان میں گئے جب آپؑ دشمن کے سامنے گئے تو امام عالی مقامؑ کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے اور فرمایا خدایا تو گواہ ہے کہ رسولؐ کے بیٹے کا بیٹا جس کا چہرہ حسین وجمیل ہے اور جو ہم شکلِ پیغمبرؐ ہے اُن لوگوں کے سامنے ہے۔ جناب علیؑ بن حسینؑ (اکبر) نے فوجِ اشقیاء کے سامنے پہنچ کر رجز پڑھا "میں علیؑ بن حسینؑ ہوں خدا کی قسم ہم نبیؐ کے گھرانے کے اعلیٰ ترین فرد ہیں آج میں اپنے والدؑ کے آس پاس سے تم برے لوگوں کو دور کردوں گا پھر جنگ شروع کی اور دس ناریوں کو تہہ تیغ کر کے واپس امامِ عالی مقامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، بابا جان میں پیاسا ہوں امامؑ نے فرمایا بیٹا صبر کرو تمہارے جدا بھی کچھ ہی دیر میں تمہیں بھرپور سیراب کریں گے پھر جناب علی اکبرؑ دوبارہ میدان میں آئے اور بھرپور جنگ کی اور چوالیس (۴۴) ناریوں کو واصلِ جہنم کیا اور شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

پھر قاسم بن حسنؑ میدان میں آئے امام عالی مقامؑ نے اُن سے فرمایا میری جان تم بیتاب نہ ہو، ہر چیز فانی ہے۔ آج بہشتِ خلد سے تمہیں رزق پہنچایا جائیگا۔ جناب قاسمؑ نے بھرپور جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

پھر امام حسینؑ بنفس نفیس میدانِ جنگ میں گئے اور تین (۳) آدمیوں کو قتل کیا پھر آپؑ اسقدر زخمی ہو گئے کہ گھوڑے کی پشت پر قائم نہ رہ سکے اور زمین پر تشریف لے آئے امام عالی مقامؑ نے جب دائیں اور بائیں کسی کو موجود نہ پایا تو سرِ مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا، یا خدایا تو دیکھ رہا ہے کہ لوگوں نے پیغمبرزادے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے بنوکلاب نے فرات کا پانی اُس

پر بند کردیا ہے تیروں سے اُسے چھلنی کر رہے ہیں۔ اور اُسے گھوڑے سے نیچے گرادیا ہے اسی اثناء میں ایک تیر آپؑ کی گردن میں آکر پیوست ہو گیا۔ امام عالی مقامؑ نے اُس تیر کو کھینچ کر نکالا اور بہتے ہوئے خون کو روکنے کے لیے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اس پر رکھی جب ہتھیلی خون سے تر ہو گئی تو اس خون کو اپنے چہرے اور ڈاڑھی پر مل لیا اور فرمایا میں اسی ستم رسیدہ و خون آلودہ حالت میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا۔ پھر زخموں سے چُور امامؑ نے اپنے چہرہ مبارک کو بائیں طرف سے زمین پر رکھ دیا امام عالی مقامؑ کی یہ حالت دیکھ کر دشمنانِ خدا سنان بن انس لعین اور شمر ذی الجوشن عامری لعین شامیوں کا ایک لشکر لے کر امامؑ کے پاس آئے اور سرہانے کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے کہا اب کس بات کا انتظار ہے کیا اس (امام عالی مقامؑ) کو راحت پہنچانے کا ارادہ ہے یہ سن کر سنان بن انس لعین آگے بڑھا اور امامِ عالی مقامؑ کی ڈاڑھی کو پکڑ کر اُن کی گردن پر تلوار سے وار کرتا جاتا اور کہتا جاتا خدا کی قسم میں تیری گردن جدا کردوں گا میں جانتا ہوں کہ تو رسولؐ خدا کا بیٹا ہے۔ بہترین بندہ ہے اور بہترین ماں باپ کی نسل ہے۔ امامِ عالی مقامؑ کو اس حالت میں دیکھ کر امام کا گھوڑا امامؑ کی طرف آیا اور اپنی پیشانی کو امامِ عالی مقام کے خون سے تر کر کے سرپٹ خیام کی طرف دوڑا اور بلند آواز سے ہنہنانے لگا دخترانِ حسینؑ اور مخدراتِ عصمتؑ نے جب اسکی آواز سنی تو خیام سے باہر تشریف لائیں اور گھوڑے کی خالی زین اور خون آلود پیشانی دیکھ کر واویلا کرنا شروع کیا اور یہ جان لیا کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ بی بی ام کلثومؑ بنتِ حسینؑ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر باآواز بلند گریہ کیا اور ہاتھ اپنے سر پر مار مار کر کہا وا محمداہ یہ حسینؑ ہیں جو بیابان میں شہید ہوئے ہیں جن کی ردا اور عمامہ لوٹ لیا گیا ہے۔ پھر سنان لعین امام عالی مقامؑ کے سر کو عبیداللہ بن زیاد لعین کے پاس لے کر گیا اور کہنے لگا میں خیر البشر اور دو جہاں کے شہنشاہ کا قاتل ہوں میں اُس کا قاتل ہوں۔ جو حسب و نسب میں تمام لوگوں سے برتر تھا مجھے سواونٹوں پر سونا اور چاندی لاد کر انعام میں دے۔ عبیداللہ لعین نے کہا تم پروائے ہو۔ اگر تم جانتے تھے کہ یہ حسب و نسب میں سب سے بہتر ہے تو اسے قتل کیوں کیا یہ کہہ کر اس نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور اسطرح یہ لعین واصلِ جہنم ہو گیا۔

اسکے بعد عبیداللہ ابن زیاد لعین نے ایک قاصد بی بی ام کلثوم بنتِ حسینؑ کے پاس بھیجا جس نے اُنھیں ابن زیاد لعین کا یہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ حمد اُس خدا کی جس نے تمہارے مردوں کو قتل کیا یہ جو کچھ بھی تمہارے ساتھ ہوا ہے اسکے بارے میں تیرا کیا خیال ہے، بی بیؑ نے جواب میں فرمایا۔ اے ابن زیاد لعین اگر تیری آنکھیں حسینؑ کے قتل سے روشن ہوئی ہیں تو جان لے کہ میرے جد محمدِ مصطفیٰؐ کی آنکھیں اُن کے دیدار سے روشن ہوتی تھیں رسولؐ خدا اُنہیں بوسے دیا کرتے اور اُن کے لیے سواری بن کر اُنہیں اپنے شانوں پر سوار کروایا کرتے تھے تو اُن کے جدؐ کے لیے اپنا جواب تیار رکھ اس لیے کہ کل تیرے لیے بھی ایسا ہی ہے۔

خدا امامِ عالی مقام اور اُن کے جانثاروں اور اُن کی عترتِ طاہرہؑ اور مخدراتِ عصمتؑ کے بلند مقامات کے طفیل ہمیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور قاتلانِ حسینؑ پر اپنا سخت تر عذاب مسلط فرمائے۔ آمین

"لعنت بر آلِ معاویہ و یزید لعین"

☆☆☆☆☆

مجلس نمبر 31 (بقیہ مجلس نمبر 30)

(بروز عاشورِ محرم 368ھ)

شامِ غریباں

۱۔ امام باقرؑ نے فرمایا کہ کربلا میں امامِ عالی مقامؑ کو شہید کر دیا گیا اور آپؑ کو تیر تلوار اور نیزے کے تین سو بیس (۳۲۰) سے زائد زخم لگائے گئے یہ تمام زخم آپکے جسمِ مبارک کے سامنے والے حصے میں آئے آپؑ نے دشمن کو پشت نہیں دکھائی تھی۔

۲۔ بی بی فاطمہؑ بنتِ حسینؑ نے فرمایا کہ جب کربلا میں ہمارے خیام کے گرد لوٹنے والوں کا ہجوم تھا تب میں چھوٹی بچی (کم عمر) تھی اُن لعینوں میں سے ایک نے میرے کانوں سے گوشوارے جو کہ سونے کے تھے کھینچ لیے اور ساتھ ہی وہ رونے لگا میں (فاطمہ بنت حسینؑ) نے اس لعین سے کہا اے دشمن خدا روتا کیوں ہے اُس لعین نے کہا کہ روؤں کیوں نہ کہ میں نے دخترِ رسولؐ کو تکلیف دی ہے بی بیؑ فرماتی ہیں میں نے کہا کہ پھر ایسا کیوں کرتا ہے تو کہنے لگا، مجھے یہ خوف ہے کہ اگر یہ گوشوارے میں نے نہ لیے تو کوئی دوسرا اِن کو لے لے گا بی بیؑ فرماتی ہیں ہمارے خیموں میں جو کچھ بھی تھا لوٹ لیا گیا اور ہمارے سروں سے چادریں تک اُتروالی گئیں۔

۳۔ عبیداللہ ابن زیاد لعین کے ایک محافظ نے روایت کیا ہے کہ جب امامِ عالی مقامؑ کا سر مبارک، ابن زیاد لعین کے پاس لایا گیا تو اُس نے حکم دیا کہ اِس کو سونے کے طشت میں رکھ کر میرے سامنے پیش کیا جائے جب سرِ مبارک کو طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو اُس لعین نے لکڑی کی ایک چھڑی کو آنحضرتؑ کے دندانِ مبارک پر مار کر گستاخی کی اور بولا اے ابو عبداللہ تم جلد بوڑھے ہو گئے ہو۔ اُس کے دربار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور ابن زیاد لعین سے کہنے لگا جہاں تو نے چھڑی رکھی ہوئی ہے وہاں پر میں نے رسولؐ خدا کو حسینؑ کے بوسے لیتے دیکھا ہے اس لعین نے جواب دیا یہ روزِ بدر کا بدلہ ہے پھر حکم دیا کہ علیؑ بن حسینؑ کو طوق پہنا دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے زندان میں ڈال دیا جائے عبیداللہ لعین کا محافظ کہتا ہے کہ میں [illegible]